اس کے نتیجے میں ہمیں سود کی ادائیگی کے ناروا بوجھ اور مستقل لعنت سے بھی چھٹکارا ملے گا۔اور قرض دینے والوں کے ظالمانہ شرائط اوران کے مفادات کے تحفظ سے بھی آزادی ملے گی۔ نیز ہمارے جوانوں کو عرب و دیگر اسلامی ممالک میں روزگار ملے گا، جس سے ان ممالک کا اپنا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا۔ کیونکہ ان ممالک میں امریکہ و یورپ کے کارکنوں کو نہایت بھاری تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

[6] متعدد مسلم ممالک نے امریکہ وغیرہ سے دفاعی معاہدہ کر رکھا ہے، جس کے تحت وہ فوج اور اسلحہ کا انتظام نہ کرنے کے پابند ہیں۔ وہی ''دوست ملک'' بوقت ضرورت ان کی ''حفاظت کا ذمہ دار'' ہے۔

کیا ابھی تک مسلمانوں کو یہ احساس نہیں ہوا کہ جو بھی کافر ممالک مثلاً امریکہ سے دفاعی معاہدہ کر کے مطمئن ہو جاتا ہے' اس کے جنگی جہاز کا امریکی پائیلٹ بوقت ضرورت اسرائیل کے بجائے خود اسی ملک کی چھاؤنی پر بم گرائے گا؟!

1971ء میں امریکہ ''اپنے دوست'' پاکستان کی مدد کے لیے بحری بیڑا بھیجنے کا اعلان کرتا رہا، لیکن بیڑا روانہ ہی نہیں کیا یا اسے ''روس کے دوست'' بھارت کی مدد کے لیے بھیجا گیا؟ ہمیں اس سے غرض نہیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اس کا انتظار کرتے کرتے ملک دولخت ہو گیا!! عرب اسرائیل جنگ اور اقوام متحدہ کی قراردادوں سے ہر ذی شعور کو معلوم ہو گیا ہے کہ ''الکفر ملة واحدة''

یہ تمام ذلتیں دنیا پرستی اور عیاشی کی وجہ سے اٹھانا پڑتی ہیں، حالانکہ اللہ نے امت اسلامیہ کو اپنی دفاع کے لیے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے کا حکم دیا ہے۔﴿ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة...... ﴾[الأنفال/ ٦٠] احساسِ کمتری سے بچ کر سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کر کے دفاعی میدان میں خود کفالت حاصل کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور آپس کے تعاون سے عین ممکن بھی۔

[7] اندیشہ ہے کہ کافر ممالک عالم اسلام پر جنگ مسلط کر دیں۔

عالمی حالات پر نگاہ رکھنے والے بہت سارے مبصرین تیسری عالمی جنگ کی پیشگوئی کر رہے ہیں، جو یقیناً اہل اسلام اور اہل کفر کے مابین ہوگی۔ دشمنان اسلام ہماری جہادی قوت کو کمزور کرنے کی خاطر مسلم ممالک میں دہشت گردی کروا رہے ہیں۔

مسلمان حکومتوں کو چاہیے کہ اسلام پسندوں کو پکڑ کر امریکہ کو فروخت کرنے کے بجائے ان تمام اسباب پر غور کریں جو انہیں غیر شعوری طور پر دشمن کا آلہ کار بنا رہے ہیں۔ توحید و تقویٰ سے سرشار یہ افراد ملک وملت کا اہم ترین قیمتی اثاثہ ہیں، ان کا دل جیت کر انہیں مفید شہری اور بہترین مجاہد بنایا جا سکتا ہے۔ اللہ پاک نے اسی شرط پر بہت بڑی بشارت دی ہے۔﴿ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ۞﴾[الأنعام/ ١٣٩]

❁❁❁❁❁❁❁

درسِ قرآن

تراثِ رحمانی در فوائدِ قرآنی

اسماعیل محمد امین

قال اللّٰه تعالیٰ:﴿ قال يآ ادم أنبئهم بأسمآئهم فلمآ أنبأهم بأسمائهم قال ألم أقل لكم اني أعلم غيب السمٰوات والأرض وأعلم ما تبدون وما كنتم تكتمون۝﴾ (البقرة:۳۳) **''اللہ نے فرمایا: اے آدم! (علیہ السلام) اُن کو اِن چیزوں کے نام بتادو۔ جب انہوں نے بتا دیے تو فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کررہے ہو اور جو تم چھپاتے ہو سب میرے علم میں ہے؟!''**

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر:

جب فرشتے عاجزی کا اظہار کر چکے تو زیر تفسیر آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمارہا ہے کہ اپنی معلومات کا اظہار کرو۔(قال يآ ادم أنبئهم بأسمائهم)(قال) کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے (انبئهم) میں (انبئ) باب انعال سے فعل امر واحد مذکر ہے اور یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے۔(ابن عطية) اور اس میں (أنت) ضمیر مستتر فاعل اور (هم) ضمیر مفعول اول (بأسمائهم) مفعول ثانی کے محل پر ہے۔(بأسمآئهم) سے مراد اشیاء کائنات کے نام اور ان کے خواص ہیں۔

(فلما أنبأهم بأسمائهم) (لما) شرطیہ ہے جو (حين) یعنی ''جس وقت'' کے معنی ادا کرتا ہے۔(الفرقان للشیخ عمر فاروق) (آدم) اور (إنباء) کی لغوی تحلیل اور (بأسمائهم) کی تفصیل کے لیے (التراث ۱۶/۷۔۸ ملاحظہ فرمائیں)

حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت ہر ایک کا نام بتادیا اور فرشتوں سے کہا تو جبریل، تو اسرافیل اور تو میکائیل ہے، یہاں تک کہ پرندوں میں کوے تک کا بھی نام ذکر کیا۔اور مجاہد فرماتے ہیں کبوتر اور کوا وغیرہ کے نام مراد ہیں۔(ابن کثیر) جب آدم علیہ السلام نے سب کچھ بتادیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **(ألم أقل لكم انى أعلم غيب السموات والأرض)** (الطبری)

(ألم أقل) میں ہمزہ استفہام تقریر اور اثبات کے لیے ہے۔یعنی یہ میں نے یقیناً تم سے کہا تھا۔(ابن العثیمین)

(أقل) أَقْوُلُ حالت جزم میں واو کی حرکت ماقبل کو منتقل کرنے کے بعد حرف علت کو گرایا تھا تو (أقل) ہو گیا۔(الفرقان)

(غيب السمٰوات والأرض) یعنی آسمانوں اور زمین میں جو چیز نظروں سے پوشیدہ ہو۔(الجزائری) یعنی غیب کا تمام علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔(الفرقان) اور علم غیب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ **غیب نسبی:** جو بعض مخلوق سے مخفی رہتا ہے۔

۲۔ **غیب عام**: جو تمام مخلوق پر مخفی رہتا ہے۔(ابن العثیمین)

جب اللہ تعالی تمام غیبی امور جانتا ہے، تو مشاہدے میں آنے والی چیزوں کو بالاولی جانتا ہے۔(السعدی) یہاں ''غیب'' کی تعبیر مخلوق کی نسبت سے ہے۔ ورنہ اللہ کی بنسبت کوئی چیز مخفی نہیں۔

(وأعلم ماتبدون وما کنتم تکتمون ۞) یہ جملہ سابقہ آیت نمبر ۳۰ کے آخر میں **''انی أعلم مالا تعلمون''** کے ضمن میں قدرے تفصیل کے ساتھ بطور دلیل اور حجت ذکر ہوا ہے۔(البیضاوی) (ما) موصولہ (أعلم) فعل کی وجہ سے محلا منصوب ہے۔(تبدون) باب افعال سے فعل مضارع ہے۔ (ابداء) ظاہر کرنا ہے۔(تکتمون)(کتم یکتم کتمانا) چھپانے کے معنی میں ہے۔(الفرقان)

فرشتوں نے کونسی چیز چھپائی تھی اور کیا ظاہر کیا تھا؟ اس میں مختلف اقوال منقول ہیں:

۱۔ فرشتوں نے آدم علیہ السلام اور بنی آدم کے بارے میں یہ خدشہ ظاہر کیا تھا (**یفسد فیھا و یسفک الدماء**) اور اپنے ہم نشینوں میں سے ابلیس کا تکبر اور غرور چھپایا تھا۔ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ وتابعین سے منقول ہے اور اسی کو امام ابن جریرؒ نے راجح قرار دیا ہے۔لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ اگر صرف ابلیس کا تکبر اور غرور چھپانا مقصود ہے، تو (تکتمون) جمع کا صیغہ کیوں لایا گیا ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے امام ابن جریرؒ اور امام ابن عطیہؒ رقمطراز ہیں کہ جمع کا صیغہ مفرد پر اطلاق کرنا کلام عرب میں مستعمل ہے۔ جیسے اللہ کا فرمان (**ان الذین ینادونک من وراء الحجرات**) یہاں پکارنے والا صرف بنوتمیم کا ایک آدمی تھا لیکن جمع کا صیغہ لایا گیا۔ اسی طرح (**وما تکتمون**) میں بھی بدی کو چھپانے والا صرف ابلیس تھا، لیکن صیغہ جمع لایا گیا۔(ابن جریر ،ابن عطیة،ابن کثیر)

۲۔ فرشتوں کے چھپانے سے ان کا آپس میں یہ کہنا مراد ہے کہ اللہ تعالی ہم سے زیادہ باعزت اور زیادہ عالم پیدا نہیں کرے گا۔لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام کو ان سب پر افضلیت اور فوقیت حاصل ہے۔(التفسیر الصحیح)

۳۔ اظہار اور کتمان سے عام معنی مقصود ہے۔یعنی جو بھی یہ ظاہر کریں یا چھپائیں، اللہ تعالی ان سب کو جانتا ہے۔ تخصیص کی کوئی دلیل نہ ہونے کی وجہ سے اسی عمومی مفہوم کو امام شوکانی نے راجح قرار دیا ہے۔(فتح القدیر) اس میں مزید اقوال کیلئے تفسیر ابن عطیہ کا مطالعہ کریں۔

آیت مبارکہ سے مستنبط چند فوائد:

فائدہ نمبر 1: آیت مبارکہ میں اللہ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے کہ آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام اور خواص کی تعلیم دی۔ آدم علیہ السلام نے انہیں فورا سیکھ لیا۔ پھر فرشتوں کو ان کے بارے میں بتادیا۔ یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ فرشتوں کا درجہ طالب علم اور

آدم علیہ السلام کا مرتبہ استاذ کا تھا۔(القرطبی،الفرقان)امام قرطبی مزید فرماتا ہے کہ اس آیت میں علم اور اہل علم کی فضیلت ہے اور حدیث میں ہے(وان الملائکة لتضع أجنحتها رضاً لطالب العلم)یعنی فرشتے دوسری تمام مخلوقات میں سے صرف طالب علموں کے سامنے جھکتے اور تواضع کرتے ہیں۔کیونکہ اللہ تعالی نے فرشتوں پر آدم علیہ السلام کے سامنے جھکنے کو لازمی قرار دیا۔ اسی وقت سے وہ انتہائی باادب ہوئے ہیں۔اس لئے فرشتوں کو جب کسی بشر میں علم کا انکشاف ہو تو اس طالب علم کے مشغلے کو پسند اور علم کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے پَر بچھاتے ہیں اور اس کے سامنے جھک جاتے ہیں۔یہ حالت اگر طالب علم کے ساتھ ہے،تو علمائے ربانیین کی شان کتنی برتر و بالا ہوگی؟!☆ (القرطبی)

فائدہ نمبر 2: جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام سے فرمایا فرشتوں کے سامنے تمام اشیاء کے نام پیش کرو۔تو انہوں نے فورا سب بیان فرمائے۔یہ آدم علیہ السلام کے جذبہ اطاعت اور امتثال فرمان الٰہی پر دلالت کرتا ہے۔(ابن العثیمین)

فائدہ نمبر 3: آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اپنے عطا کردہ علم سے فرشتوں کو باخبر کرنے کا حکم دیا۔اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام اللہ کا نبی تھا۔(ابن عطیہ)مزید دلیل کیلئے (التراث ۱۶/۱۰) ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ نمبر 4: جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے متعلق استفسار کرتے ہوئے اشارہ کیا کہ وہ خلافت کیلئے آدم علیہ السلام سے زیادہ حقدار ہیں،تو اس پر ان کی سرزنش ہورہی ہے۔فرمایا(ألم أقل لکم انی أعلم غیب السمٰوات والأرض) (الطبری) معلوم ہوا کہ بندہ مسلم کو ہر وقت اللہ تعالی کے تمام احکامات تسلیم کرلینا چاہیے،اگرچہ بندے پر بعض مخلوقات اور بعض اوامر میں اللہ کی حکمت مخفی رہے،تب بھی عمومی طور پر اللہ کی حکمت بالغہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی عقل کو متہم قرار دینا چاہیے۔ (السعدی) اور جو کوئی اپنے دائرہ اہلیت سے ہٹ کر کسی قسم کا دعوی کرے تو اس کی تنبیہ بھی جائز ہے۔ (الجزائری) اور مخاطب کو اس انداز سے بات منوانا جائز ہے کہ وہ لاجواب ہوجائے۔آیت مبارکہ کے آخری حصے میں اس کی دلیل موجود ہے۔ (ابن العثیمین)

فائدہ نمبر 5: آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ فرشتوں کیلئے ارادے ہوتے ہیں،جنہیں کبھی وہ ظاہر کرتے اور کبھی چھپاتے بھی ہیں۔ ثبوت ارادہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سوچنے کیلئے ان کے پاس دل بھی ہے۔ارشاد الٰہی ہے﴿حتی اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم﴾(السبأ:۲۳)(ابن العثیمین)

☆ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو جھکنے کا حکم اللہ تعالی کا ایک توقیفی حکم تھا۔جسے اسی موقع ومحل کے ساتھ مخصوص رکھنا چاہیے۔علمائے ربانیین کا ادب واحترام ازبس ضروری ہے۔لیکن ان کے سامنے جھکنا،سجدہ ریز ہونا،ہاتھ پیر وغیرہ کا بوسہ لینا غلو کے باب میں شامل ہوگا۔خود رسول اکرم ﷺ ان چیزوں کو ناپسند فرماتے اور منع فرماتے تھے۔ (ابوعبداللہ)